بنی حسن کے قبائل کی طرف پیغام......

﴿یَا قَوْمَنَا اَجِیْبُوْ دَاعِیَ اللّٰہِ﴾

اے میری قوم اللہ کی طرف دعوت دینے والے کا کہا مانو!!

امام الاستشھادیین قاھرُ الامریکان

أبو مصعب الزرقاوی (احمد فضیل نزال الخلایلہ)

مسلم ورلڈ ڈیٹا پروسیسنگ پاکستان

http://www.muwahideen.tk

info@muwahideen.tk



بنی حسن کے قبائل کی طرف پیغام......

﴿یاَ قَوْمَنَا اَجِیْبُوْ دَاعِیَ اللّٰہِ﴾

اے میری قوم اللہ کی طرف دعوت دینے والے کا کہا مانو!!

امام الاستشہادیین قاھرُ الامریکان

أبو مصعب الزرقاوی (احمد فضیل نزال الخلایلہؒ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بنی حسن کے قبائل کی طرف پیغام......

الحمد لله رب العلمين۔ الرحمن الرحيم ۔ملك يوم الدين والصلاة والسلام على المبعوث رحمة للعلمين ونذيراً للناس اجمعين وعلى آله وصحبه الغرّ الميامين الذين استجابو لله ورسوله فاقاموا لدين اما بعد......

نبی ﷺ اپنی قوم کے ساتھ بہت رحیم اوران کی ہدایت پر بہت حریص تھے۔خیر کا کوئی رستہ نہ پاتے مگراس کی طرف قوم کی راہنمائی فرما دیتے تھےاورشر کا کوئی مظہر نہ دیکھتے مگراس سے متنبہ فرما دیتے تھے﴿لقد جائکم رسول من انفسکم عزیز علیه ما عنتم حریص علیکم بالمومنین رء ووف رحیم﴾تحقیق تمہارے پاس ایک پیغمبرتشریف لائے ہیں جوتمہی میں سے ہیں جن کوتمہاری مضرت بڑی گراں گذرتی ہےاوروہ تمہاری منفعت کے بڑے خواہشمند ہیں ایمانداروں کیساتھ بڑے شفیق اورمہربان ہیں۔

آپ ﷺ نے انہیں اللہ عزوجل کے ہاں موجودثواب جزیل اوراجرِعظیم کی طرف رغبت دلائی اورانہیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی معصیت،اس کےاوامر کی مخالفت،اسکی سخت پکڑاوردردناک سزا سے ڈرایا۔ان کے لیے راستے واضح کردیےاوررب کی رضیٰ کی طرف لیجانے والے رستے کوان کے سامنے عیاں کیا﴿ وان هذا صراطی مستقيما فاتبعوه ولا تتبعو السبل فتفرق بكم عن سبيله ﴾اور یہ میرا سیدھا رستہ ہے پس اسی کی پیروی کرواوردیگر رستوں پرمت چلوکہ سیدھے راستے سے بھٹک جاؤ گے۔پس اللہ کا رستہ،اسکا طریقہ ودین جس کواس نے تمہارے لیے پسند کرلیا ہے وہ صرف اسلام ہے جسکا حکم پہلے انبیاء علیہم السلام اورانکی امتوں کودیا گیا تھا۔

اللہ عزوجل نے اپنے نبی ﷺ کوحکم دیا کہ اپنی قوم کوخصوصی انذار فرمایئے ﴿وانذر عشيرتك الاقربين ﴾اوراپنے قریبی رشتہ داروں کوڈرایئے۔ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں جب یہ

آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور فرمایا ﴿یا فاطمه بنت محمد، یا صفیه بنت عبد المطلب یابنی عبدالمطلب لا املك لكم من الله شیئا سلونی من مالی ما شئتم...... ﴾ ''اے فاطمہ بنت محمد ﷺ، اے صفیہ بنت عبدالمطلب اے بنی عبدالمطلب میں اللہ کے ہاں تمہارے لیے کسی چیز کا مالک نہیں تم میرے مال سے جس چیز کا چاہے سوال کرلو' (رواہ مسلم)۔

تمہاری طرف اے میری قوم کے بیٹو......اے میرے اہل واقارب......میں اپنی نصیحت پیش کرتا ہوں شاید کہ یہ صراطِ مستقیم سے تمہارے انحراف کے خاتمہ کا باعث بن جائے!!

اللہ عزوجل کی قسم مجھے یہ بات زیادہ گراں ہے کہ تمہیں آگ چھوئے یا تمہیں ایسے دن ذلت و رسوائی کا سامنا ہو جس دن نہ مال کام آئے گا نہ بیٹے مگر جو اللہ کے پاس قلبِ سلیم لیکر آیا!!

اے قوم......

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے عربوں کو اس دین کے ساتھ عزت بخشی، اسی کے ساتھ انہیں اندھیروں سے روشنی کی طرف نکالا، انہیں بتوں کی عبادت سے رحمٰن کی عبادت کی طرف منتقل فرمایا اور اسی دین کے ساتھ انہیں بنی نوعِ انسان کا سردار بنایا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی قسم یہ اللہ عزوجل کی نعمتِ عظیمہ ہے کہ اس نے ہمارے نبی محمد ﷺ کو عرب قبائل کے وسط میں مبعوث فرمایا تا کہ وہ انہیں بندوں کی عبادت سے نکال کر بندوں کے رب کی عبادت پر لگادیں، دنیا کی تنگیوں سے نکال کر آخرت کی وسعت کی طرف لیجائیں اور ادیان کے ظلم سے نکال اسلام کے عدل کی طرف لیجائیں۔

﴿لقد من الله علی المومنین اذ بعث فیهم رسولاً من انفسهم یتلوا علیهم آیاته ویزکیهم ویعلمهم الکتاب والحکمة وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین﴾ تحقیق اللہ عزوجل نے مومنوں پر احسان فرمایا جب انہیں میں سے ایک رسول مبعوث فرمایا جو ان پر اسکی آیات تلاوت کرتے ہیں، ان کا تزکیہ کرتے اور انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتے ہیں اور بے شک اس سے قبل وہ صریح گمراہی میں تھے۔

ان البریة یوم مبعث أحمد　　　نظر الالہ لها فبدل حالها

بل کرم الانسان حین اختار من　　　خیر البریۃ نجمھا وھلالھا

ہ احمد ﷺ کی بعثت کے دن اللہ نے مخلوق پر نظر کی تو ان کا حال بدل دیا

ہ بلکہ انسان کی تکریم کی جب مخلوق میں اس کا ستارہ و چاند منتخب فرمایا

اللہ ﷻ کی اپنے بندوں میں حکمتِ تخلیق اللہ کے اس قول میں عیاں ہوتی ہے ﴿وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون﴾ **اور نہیں پیدا کیا ہم نے جنوں اور انسانوں کو مگر صرف اپنی عبادت کے لیے۔ مفسرین کہتے ہیں** ﴿ای لیوحدونی وحدی او لیوحدونی بالعبادۃ﴾ **یہ کہ مجھے اکیلا مانا جائے یا عبادت صرف میرے اکیلے کے لیے خاص کی جائے۔ جبکہ عبادت صرف نماز، زکوۃ، روزہ اور حج پر منحصر نہیں بلکہ اس کا معنی اس سے کہیں وسیع ہے۔ پس ''عبادت'' کی تفسیر جیسے کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے بیان کی ہے** ﴿اسم جامع لکل ما یحبہ اللہ ویرضاہ من الاقوال والاعمال الظاھرۃ والباطنۃ﴾ **عبادت...... ایسا جامع اسم ہے جو اللہ کی محبت کا باعث بننے والے تمام اقوال اور اعمالِ ظاہرہ و باطنہ کو شامل ہے۔**

عبادت کی اصل یہ ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو عبادت میں اکیلا مانا جائے یعنی اللہ عزوجل کے علاوہ کوئی حاکم، قانون ساز، رازق اور کوئی خالق نہیں ہے۔ یہی توحید اور وہ مضبوط کڑا ہے جو کبھی نہیں ٹوٹتا۔

جب نبی ﷺ نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجا تو ان سے فرمایا ﴿انک تأتی قوما اھل الکتاب فلیکن اول ما تدعوھم الیہ شھادۃ ان لا الہ الا اللہ وانی رسول اللہ فان ھم اجابوا لذالک فاعلمھم ان اللہ افترض علیھم صدقۃ توخذ من اغنیائھم فترد علی فقرائھم...... الحدیث﴾ **تمہارا سامنا اہلِ کتاب سے ہوگا تو سب سے پہلے ان کو شہادت لا الہ الا اللہ اور میرے رسول ہونے کی گواہی کی دعوت دینا۔ پس اگر وہ قبول کرلیں تو انہیں بتانا اللہ نے ان پر زکوۃ فرض کی ہے جو ان کے اغنیاء سے لیکر فقراء پر لوٹائی جائے گی (متفق علیہ)**

یہ حدیث اس پر دلیل ہے کہ توحید ہی وہ دروازہ ہے جس سے کہ انسان اسلام میں داخل ہوتا ہے اور یہ اللہ عزوجل کے اس قول کے مصداق ہے ﴿فمن یکفر بالطاغوت ویومن باللہ فقد استمسک بالعروۃ الوثقیٰ لا انفصام لھا﴾ **جو کوئی طاغوت کا انکار کرتا ہے اور اللہ پر ایمان لاتا ہے**

تو اس نے ایمان کے مضبوط ترین کڑے کو تھام لیا جو کبھی ٹوٹنے والا نہیں۔ پس اللہ عزوجل نے اس بندے کو نجات کی ضمانت دی ہے جس نے اس کو مضبوطی سے تھام لیا اور اس کے علاوہ کسی رستے سے معلق رہنے پر نجات کی ضمانت نہیں دی۔ یہ مضبوط کڑا ہی نجات کا کلمہ ہے اور یہ کلمہ ءتوحید ہے اور اس کی دو شقیں ہیں نفی اور اثبات۔

لا الہ......اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے علاوہ ہر کسی کی الوہیت سے انکار اور **الا اللہ**......صرف اللہ عزوجل کے لیے ہی الوہیت کا اثبات۔ اسی عظیم کلمہ کی خاطر ہی اللہ عزوجل نے مخلوق کو پیدا کیا، رسول بھیجے اور کتابیں نازل فرمائیں۔ اسی کے لیے جنت وجہنم کے بازار سجائے گئے اور اسی کے لیے جہاد کی تلواریں بے نیام ہوئیں اور لوگ دو قسموں میں تقسیم ہوگئے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے اولیاء کا گروہ اور شیطان کے اولیاء کا گروہ......صرف یہی دو گروہ ہیں ایک جنت میں اور دوسرا جہنم میں ہے۔

اسی کلمہ کی خاطر خون بہے اور جنت کی حوروں نے زینت کا سامان کیا اور یہی کلمہ ہر نبی کی دعوت کا اصل الاصول تھا ﴿ ولقد بعثنا فی کل امة رسولا ان اعبدو الله واجتنبوا الطاغوت ﴾ اور تحقیق ہم نے ہر امت میں رسول بھیجا کہ اللہ کی عبادت کرو اور طاغوت کی عبادت سے اجتناب کرو۔

ابن القیمؒ ”طاغوت“ کی تعریف کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ”ہر وہ چیز جس سے بندہ بندگی، اطاعت و پیروکاری کی حد سے نکل جائے وہ طاغوت ہے۔ ہر قوم جو اللہ اور اس کے رسول کو چھوڑ کر طاغوت کے پاس ہی فیصلہ لیکر جاتی ہے یا اسکی اللہ کے علاوہ عبادت کرتی ہے یا غیرِ بصیرت پر اس کی اطاعت کرتی ہے (اعلام الموقعین)۔

پس طاغوت پتھر و درخت، سورج چاند اور بشر بھی ہوسکتا ہے۔ بعض طواغیت ایسے ہیں کہ ان کی عبادت سجدہ اور برکت کے حصول کے ساتھ کی جاتی ہے اور بعض ایسے ہیں کہ ان کی عبادت اطاعت واتباع اور انکی طرف فیصلے لیجا کر کی جاتی ہے۔ جیسے کہ علماء و راہب اور وہ قانون ساز جنہوں نے اپنے خود ساختہ قوانین کے ساتھ ملکوں اور انسانوں میں فساد پھیلا دیا ہے، ایسے قوانین کی اطاعت اور مشروعیت عبادت کو غیر اللہ کی طرف پھیرنے کے مترادف ہے۔ جیسے کہ حدیث عُدَیؓ بن حاتم میں ہے

جن کا گمان تھا کہ علماء وراہبوں کی عبادت صرف ان کے لیے رکوع وسجود کے ساتھ ہی ہوسکتی ہے۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب وہ نبی ﷺ کے پاس آئے اور آپ کو یہ آیت تلاوت کرتے ہوئے سنا ﴿اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا من دون اللہ ﴾ انہوں نے اپنے علماء وراہبوں کو اللہ کے علاوہ رب بنالیا تھا۔ تو وہ کہنے لگے اے اللہ کے رسول ﷺ ہم ان کی عبادت نہیں کرتے تھے۔ نبی ﷺ نے فرمایا کیا جب وہ اللہ کے حلال کردہ کو حرام کرتے تو تم اسے حرام جانتے تھے اور جب وہ حرام کو حلال ٹھہراتے تو تم اسے حلال جانتے تھے۔ عدیؓ نے کہا جی ہاں آپ ﷺ نے فرمایا ﴿فتلك عبادتھم ﴾ یہی ان کی عبادت ہے (رواہ احمد والترمذی وحسنہ)۔

ابن کثیر اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں ﴿وما امروا الا لیعبدوا الھا واحداً ﴾ اور نہیں حکم دیے گئے وہ مگر یہ کہ اکیلے الہ کی عبادت کریں۔ یعنی ایسا الہ جو کوئی چیز حرام کردے تو وہ حرام ہو اور جسے حلال ٹھہرائے تو وہ حلال ہو اور جس کو مقرر کردے وہ شریعت ہو اور جو حکم کرے وہ نافذ ہو۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنی کتاب میں فرماتے ہیں ﴿ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئك ھم الکافرون ﴾ اور جو اللہ کے نازل کردہ کے مطابق حکومت نہ کریں یہی لوگ کافر ہیں۔ اللہ عزوجل فرماتے ہیں ﴿افحکم الجاھلیۃ یبغون ومن احسن من اللہ حکما لقوم یوقنون ﴾ کیا وہ جاہلیت کا حکم چاہتے ہیں تو یقین کرنے والوں کے لیے اللہ کے حکم سے بہتر کس کا حکم ہے۔ اس لیے حکم دو ہی ہیں یا اللہ کا یا جاہلیت کا!!

آج ہمارے سامنے تمام ممالک کے حکمران پھر سے خون، شرمگاہوں اور اموال کے فیصلے جاہلیت کے ساتھ کررہے ہیں بلکہ جاہلیت کی بدترین شکلوں کے ساتھ!!۔ آج جاہلیت کم عقل انسانوں کو انسانوں کی بندگی کی طرف ہانک رہی ہے تاکہ وہ اللہ کی اہم ترین خصوصیات ''حکم وتشریع'' میں اس سے جھگڑا کریں...... ﴿ان الحکم الا للہ ﴾ حکم تو صرف اللہ ہی کا ہے۔

کفر کا سربراہ تو بادشاہ (اور اس کے آباء واجداد) ہے جو اللہ کے دشمنوں، مشرق ومغرب کے طواغیت یہود ونصاریٰ سے دوستیاں لگاتا، مسلمانوں کے مقدسات وسرزمین غصب ہوجانے پر ان

سے مصالحت کرتا ہے۔ یہودیوں کے ساتھ مصالحت، معاونت و مناصرت سے بڑھ کر اللہ کے دشمنوں سے دوستی اور کیا ہوگی جبکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتے ہیں ﴿ ومن یتولھم منکم فانہ منھم ﴾ جو کوئی تم میں سے ان کے ساتھ دوستی لگائے گا وہ انہیں میں سے ہے۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ﴿ ولن ترضیٰ عنک الیھود ولن النصاریٰ حتیٰ تتبع ملتھم ﴾ اور ہرگز یہود و نصاریٰ تم سے راضی نہ ہوں گے یہاں تک کہ تم ان کے دین کی پیروی نہ کرلو۔ [1]

وہ بادشاہ جرائد وصحف اور میڈیا میں اللہ کے دین اور اس کے اولیاء کے ساتھ استہزاء کرتا ہے اور اسکی رخصت دیتا اور اسے پھیلاتا ہے ﴿ قل ابا للہ وآیاتہ ورسولہ کنتم تستھزئون لا تعتذروا قد کفرتم بعد ایمانکم ﴾ کہہ دیجئے اے نبی ﷺ کہ کیا اللہ سبحانہ وتعالیٰ اسکی آیات اور اسکے رسول کے ساتھ تم مذاق کرتے ہو اب معذرتیں نہ کرو تم ایمان لانے کے بعد کفر کے مرتکب ہو چکے۔ بلکہ وہ اور اس کے حاشیہ نشین تو اس بات سے بھی باز نہیں آتے کہ صبح شام مسلمانوں کے درمیاں فواحش اور فسق و فجور کو پھیلائیں، غیرت کے شعائر کو مٹائیں اور رزائل کو مزین کریں (والعیاذ باللہ)۔ یہ امر کسی سے مخفی نہیں سوائے جس کی بصیرت کو اللہ نے نورِ ہدایت سے اندھا کر دیا ہو۔ [2]

پھر وہ اللہ کے اولیاء سے جنگ کرتا اور انہیں جلاوطن کرتا ہے اور اس دعوت کے حاملین سے اپنی جیلوں کو بھرتا ہے۔ اس کے اپاچی طیارے اہلِ معان کے مسلمانوں پر ایسے وقت میں بمباری کر رہے ہیں جبکہ اسی قسم کے طیارے جنین میں ہمارے مسلمان بھائیوں کے قتلِ عام میں مصروف ہیں

---

[1] اسرائیلی حکومت نے ایک گولڈ میڈل اور یادگاری ٹکٹ جاری کیا جس پر شاہ حسین اور اردنی پرچم کی تصویر ہے اور اسرائیلی حکومت نے کہا کہ یہ ایک ایسے انسان کی یاد میں ہے جو انسانیت سے متصف تھا اور وہ ایک مخلص پڑوسی تھا۔ جبکہ یہ بات معلوم ہونی چاہیے کہ ایسے میڈل عمومی طور پر صرف اسرائیلی قیادت کے لیے ہی صادر کیے جاتے ہیں جبکہ حسین وہ واحد اجنبی ہے جس کو اسرائیل نے اس میڈل کے ساتھ عزت بخشی ہے۔ حسین نے اس کا اعتراف خود ٹیلی وژن ملاقات میں کیا تھا جس میں اس نے کہا کہ وہ اکتوبر کی جنگ سے قبل بذاتِ خود اپنے شخصی طیارے میں تل ابیب گیا اور گولڈا مائر کو خبر دی کہ مصری شامی حملہ کس تاریخ کو ہونے والا ہے۔

[2] اس پر وہ بڑا مظاہرہ شاہد ہے جو عمان کے وسط سے نکلا جس کی قیادت ''امیر علی'' نامی ایک شخص کر رہا تھا تاکہ وہ وزیرِ اعظم کے عہدہ کے لیے کاغذاتِ نامزدگی جمع کروادے اور وہ مطالبہ کر رہا تھا غیرت کے نام پر قتل کرنے والے کی سزا کو سنگین کیا جائے اور اسے سخت ترین سزا دی جائے۔ پس اے قوم حسرت و افسوس ہے اس حال پر جہاں تم پہنچ گئے ہو۔

یہ سب کچھ اسرائیلی امن کی حفاظت اور ہر اس تحریک کو دبانے کے لیے ہے جو بندروں وخنزیروں کی اولاد کی آرام گاہوں کو تباہ کرے۔ اردن اسرائیل کی پختہ حفاظت اوراس کی دفاعی باڑ ہے۔اس کی واضح دلیل یہ ہے کہ جب اہلِ معان کا پلڑا طاغوت اوراس کے انصار کے خلاف جنگ میں بھاری ہونے لگا تو اسرائیلی فوج اس میں دخل اندازی کے لیے پوری طرح تیار تھی۔

اس سے قبل افغانستان......اور کسی کو کیا معلوم کہ افغانستان کیا ہے؟ وہ سرزمین جس نے اہلِ توحید وایمان کو اپنے اندر جمع کرلیا تاکہ اس دین اور جہاد فی سبیل اللہ کی نصرت ہو......وہاں اُردنی افواج صلیبیوں کے شانہ بشانہ برسرِ پیکار ہیں تاکہ اس مبارک دعوت کے نور کو بجھا دیا جائے اوراس کے شیروں کا خاتمہ کردیا جائے۔

اس کے بعد یہ سرزمین عراق ہے جواس جدید صلیبی حملے کا شکار ہےاورآج اردنی ایجنٹ نظام ہرکس وناقص پراس حملہ کے لیے اپنی مدداور ملک کی سرزمین کوصلیبیوں کے حسبِ منشا استعمال کے لیے حوالےکرکے یہ بات ثابت کررہاہے کہ وہ صلیبیوں سے بڑھ کرصلیبی ہے۔ [1-2]

طاغوت ان جرائم میں اکیلانہیں بلکہ اس کے شرکاء و مددگار بھی ہیں جواس کے ظلم وفساد میں اس کی مدد کرتے اور ہر اس شخص سے جو اس سے انتقام لینا چاہے اسکی حفاظت کرتے ہیں۔اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتے ہیں ﴿ولا تركنوا الى الذين ظلموا ﴾ اوران لوگوں کی طرف نہ جھکو جوظالم ہیں۔علماء کہتے ہیں ﴿الركون هو الميل اليسير﴾ رکون کا مطلب ہے بہت تھوڑا سا مائل ہونا۔ابن تیمیہ کہتے ہیں کہ اسی مضمون کی حدیث بھی مروی ہے ﴿اذا كان يوم القيامة قيل اين الظلمة واعوانهم اوقال اشباههم فيجمعون فى توابيت من نار ثم يقذف بهم النار﴾ جب قیامت کا ہوگا تو کہا جائے گا

---

[1] کسی بھی صورت میں ہمارا مقصد یہ نہیں کہ عراقی نظام بہتر ہے بلکہ وہ مرتد وخبیث نظام ہےاورنہ ہی اُردنی نظام سے کسی حال میں بہتر۔

[2] ہر عاقل وبالغ اور ہرکس وناقص ان عسکری اڈوں پر شاہد ہے جن سے اڑکر امریکی طیارے اپنے دھانوں سے ٹنوں بارود اہلِ عراق پر گراتے ہیں۔

کہ ظالم کہاں ہیں تو وہ آگ کے گرد جمع کیے جائیں گے پھر انہیں آگ میں پھینک دیا جائے گا۔ بعض سلف نے تو یہاں تک کہا ”اعوان الظلمة من اعانهم ولو انهم لا ق لهم دواة او برىء لهم قلماً“ ظالموں کے مددگار وہ ہیں جو ان کی مدد کریں اور اگرچہ وہ انہیں دوات لا کے اور قلم تراش کر ہی دیں۔ بعض نے کہے ”بل من يغسل ثيابهم من اعوانهم“ بلکہ جو ان کے کپڑے دھوتا ہے وہ بھی ان کے مددگاروں میں سے ہے۔

جابرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کعبؓ بن عجرۃ سے فرمایا ﴿ثم يا كعب بن عجرة، اعاذ نا الله من امارة السفهاء قالوا وما امارة السفهاء؟ قال امراء يكونون بعدى لا يهتدون بهديى ولا يستنون بسنتى فمن صدقهم بكذبهم واعانهم على ظلمهم فاولئك ليسوا منى ولست منهم ولا يردوا عليى حوضى ومن لم يصدقهم بكذبهم ولم يعنهم على ظلمهم فهم منى وانا منهم وسيرودن عليى حوضى﴾ پھر اے کعب بن عجرۃ اللہ عزوجل ہمیں بے وقوفوں کی حکومت (امارت) سے بچائے عرض کیا گیا کہ بے وقوفوں کی حکومت سے کیا مراد ہے فرمایا میرے بعد کچھ ایسے حکمران ہوں گے نہ میرے رستے پر چلیں گے، نہ ہی میری سنتوں کو اپنائیں گے پس جس نے ان کے جھوٹ کی تصدیق کی اور ان کے ظلم پر معاونت کی وہ نہ مجھ سے ہیں نہ میرا ان سے کوئی تعلق ہے اور نہ ہی وہ میرے حوض پر آئیں گے اور جس نے ان کے جھوٹ پر ان کی تصدیق نہ کی اور نہ ہی ظلم پر ان کی معاونت کی تو یہ لوگ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں اور یہی میرے حوض پر وارد ہوں گے (صحیح ابن حبان 372/10)۔

ابن تیمیہؒ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے اس قول کے ضمن میں فرماتے ہیں ﴿من يشفع شفاعة حسنة يكن له نصيب منها ومن يشفع شفاعة سيئة يكن له كفل منها﴾ جو شخص کسی نیکی یا بھلے کام کی سفارش کرے اسے بھی اس کا کچھ حصہ ملے گا اور جو برائی اور بدی کی سفارش کرے اس کے لیے بھی اس میں سے ایک حصہ ہے۔ ”شافع“ وہ ہے جو دوسرے کی مدد کرتا ہے اور اس کے ساتھ ہو لیتا جبکہ قبل اس کے وہ طاق (وتر) تھا تو جفت (شفعاً) ہو گیا۔ اسی لیے شفاعتِ حسنہ کی تفسیر جہاد میں مومنین کی اعانت

کے ساتھ اور شفاعتِ سیئہ کی تعریف کفار کے مومنین کے خلاف قتل میں مدد سے کی گئی ہے جیسا کہ ابن جریر اور ابو سلیمان نے ذکر کیا ہے۔

یہ تمام احکام تو صرف ''الرکون'' میں ہیں جو بہت تھوڑا سا مائل ہونا ہے لیکن اس کا کیا حکم ہوگا جو طاغوت کے انصار اور اس کی افواج میں سے ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ﴿ان فرعون وھامان وجنودھما کانوا خاطئین﴾ بے شک فرعون اور ہامان اور اسکی افواج غلطی پر تھی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ افواج اپنے قائدین کے جرائم میں برابر کی شریک ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ آج خلافتِ اسلامیہ کے قیام کا ہمارا معرکہ محض حکمرانوں کے ساتھ نہیں بلکہ فوج، پولیس اور انٹیلی جنس میں سے ان کے انصار واعوان کے ساتھ ہے جن کو اللہ عزوجل نے **''اوتاد''** (میخوں) سے تشبیہ دی ہے۔ ﴿وفرعون ذی الاوتاد﴾ اور فرعون میخوں والا۔ طبری اپنی تفسیر میں کہتے ہیں کہ اللہ فرماتے ہیں ﴿ الم تر کیف فعل ربك بعاد(ایضا)وفرعون ذی الاوتاد﴾ کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ آپ کے رب نے قوم عاد کے ساتھ کیا کیا اور اسی طرح میخوں والے فرعون کے ساتھ۔ یہاں اہلِ تاویل نے **''ذی الاوتاد''** کے معنیٰ میں اختلاف کیا ہے کہ اس کو ایسا کیوں کہا گیا ہے۔ بعض نے کہا کہ اس کا معنیٰ ہے ﴿ذی الجنود الذین یقوّون له امرہ﴾ فوجوں والا جو اس کے حکم کو تقویت دینے والی ہیں اور بعض نے کہا ﴿ذی الاوتاد فی ھذا الموضع الجنود﴾ یہاں اوتاد سے مراد افواج ہیں۔

طاغوت کی عبودیت واطاعت باعتبار انجام ناکامی سے عبارت ہے چاہے اس میں کس قدر ہی سلامتی، امنِ زندگی، رزق کی فراوانی اور پرتعیش زندگی کا اظہار ہو۔ اس سے بڑھ کر بری بات کیا ہوسکتی ہے کہ انسان ایک طاغوت انسان کے سامنے جھکے اور اس سے بڑھ قباحت کیا ہوگی کہ ایک انسان اپنے جیسے صاحبِ بول و بزار انسان کے بنائے ہوئے قوانین کے سامنے سرِ تسلیم خم کرے۔ اس سے بڑھ کے شر کیا ہوگا کہ انسان کا دل ایک ضعیف العقل انسان کے ارادہ کے تابع ہو۔ اس سے بڑی ذلت کیا ہوگی کہ ایک انسان کی ناک میں نکیل ڈال کے دوسرا انسان اسے اپنی رغبتوں اور شہوتوں کے موافق

ہانکتا پھرے۔ پھر یہ معاملہ اس حد تک ہی نہیں بلکہ طاغوت کا حکم انہیں اس حد تک گرا دیتا ہے کہ وہ انکے اعتقادات، ارواح واجسام اوران کی عزتوں میں اپنا حکم چلاتا اوران کی لاشوں کے ٹکڑوں پر اپنے عروج کے محل تعمیر کرتا ہے (من كلام احد المشايخ المعاصرين)۔

ان الاسـود اذا تـولـىٰ امـرهـا راعٍ فـقـد حشرت مع الاغنام

جب شیر اپنا معاملہ کسی چرواہے کے سپرد کردیں تو پھر وہ بکریوں کے ساتھ ہانکے جاتے ہیں

اے قوم کیا اس سب کے بعد بھی تم عقل نہیں رکھتے......

اس کے بعد بھی تم اس بات پر راضی ہو کہ تم ان لوگوں کے فوجی اور خادم بنے رہو جنہوں آخرت کو بیچ کر دنیا کے سستے اور زائل ہونے والے متاع کو خرید لیا ہے؟؟

کیا اس کے بعد بھی اے قوم تم اپنے جگروں کو ان کے پیچھے لگاتے ہوتا کہ تم طاغوت کے حمایتی اور اسکی شہوتوں کا دفاع کرو اور وہ تمہاری لاشوں کے ڈھانچوں پر اپنی گرتی ہوئی حکومت کی کرسی بنائے۔

فيـا مُـوقِـدا نارا لغيرك ضوء ها ويا حاطبا فی حبل غيرك تحطب

اس آگ کا کیا فائدہ جو تجھے روشنی نہ دے جبکہ تو دوسرے کے لیے لکڑیاں جمع کررہا ہے۔

اللہ عزوجل کی قسم یہی طاغوت جس کی تم حمایت کرتے ہو قیامت کے دن سب سے پہلے تم سے برات کا اظہار کرے گا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتے ہیں ﴿ومن الناس من يتخذ من دون الله انداد يحبونهم كحب الله والذين امنوا اشد حبا لله ولو يرى الذين ظلموا اذ يرون العذاب ان القوة لله جميعا وان الله شديد العذاب ـ اذ تبرا الذين اتبعو امن الذى اتبعوا ورأو العذاب وتقطعت بهم الاسباب ـ وقال الذى اتبعوا لو ان لنا كرة فنتبرأ منهم كما تبرأو منا كذلك يريهم الله اعمالهم حسرات عليهم وما هم بخارجين من النار﴾ بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو اللہ کے شریک اوروں کو ٹھہرا کر ان سے ایسی محبت رکھتے ہیں جیسی محبت اللہ سے ہونی چاہیے اور ایمان والے اللہ کی محبت میں بہت سخت ہوتے ہیں، کاش کہ مشرک لوگ جانتے کہ جب اللہ کے عذاب کو دیکھ کر (جان لیں

گے) کہ تمام طاقت اللہ ہی کو ہے اور اللہ تعالیٰ سخت عذاب دینے والا ہے(تو ہر گز شرک نہ کرتے)۔جس وقت پیشوا لوگ اپنے تابعداروں سے بیزار ہو جائیں گے اور عذاب کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے اور کل رشتے ناتے ٹوٹ جائیں گے اور تابعدار لوگ کہنے لگیں گے کاش ہم دنیا کی طرف دوبارہ جائیں تو ہم بھی ان سے ایسے ہی بیزار ہو جائیں جیسے یہ ہم سے ہیں، اسی طرح اللہ تعالیٰ انہیں ان کے اعمال دکھائے گا ان کو حسرت دلانے کو یہ ہر گز جہنم سے نہ نکلیں گے۔

(البقرۃ167-165)

دلّاھم بغرورٍ ثم اسلمھم ان الخبیث لمن والاہ غرّار

دھوکہ کیساتھ انکی رہنمائی کی پھر دشمن کے حوالے کر دیا بے شک جسکو معاملہ سونپا گیا وہ خبیث ہی دھوکہ باز تھا

اے قوم......

یومِ حساب سے پہلے اس دنیا میں ہی ان سے برأت کا اظہار کرلو!۔ ﴿ یجمع الله الناس یوم القیامة فیقول من کان یعبد شیئا فلیتبعه فیتبع من کان یعبد الشمس الشمس ویتبع من کان یعبد القمر القمر ویتبع من کان یعبد الطواغیت الطواغیت...... الحدیث ﴾ **اللہ قیامت کے دن لوگوں کو جمع فرمائیں گے اور ان سے فرمائیں گے جو کوئی کسی چیز کی عبادت کرتا تھا اس کے ساتھ ہو جائے تو جو سورج کی عبادت کرتا تھا وہ سورج کے ساتھ اور جو چاند کی عبادت کرتا تھا وہ چاند کے ساتھ اور جو طواغیت کی عبادت کرتا تھا وہ طواغیت کے ساتھ ہو جائے گا** (جزء من حدیث طویل رواہ البخاری)۔

اے قوم......

اس سے خوب بچو کہ اس مشکل دن تم ان لوگوں میں سے ہو جاؤ جو طاغوت کے ساتھ ہو جائیں گے اور یہ کوشش کرو کہ تم ان لوگوں میں سے ہو جن کے متعلق کہا گیا ﴿ فیقول انا ربکم فیقولون ھذا مکاننا حتیٰ یأتینا ربنا فاذا جائنا ربنا عرفنا فیأتیهم الله فی صورته التی یعرفون فیقول انا ربکم فیقولون انت ربنا فیتبعونه ﴾ **اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرمائیں گے میں تمہارا رب ہوں!**

وہ کہیں گے یہیں اسی جگہ ٹھہرے رہو یہاں تک جب ہمارا رب آئے گا ہم اسے پہچان لیں گے پھر اللہ عزوجل اس صورت میں ان کے سامنے آئیں گے جسے وہ جانتے ہوں گے اور فرمائیں گے میں تمہارا رب ہوں تو وہ کہیں گے آپ ہی ہمارے رب ہیں تو وہ اللہ کے ساتھ ہو جائیں گے (جزء من حدیث سابق)۔

اے قوم اپنے دین کی طرف لوٹ جاؤ......

وہی تمہاری بزرگی و عزت کا باعث ہے اور تمہارے آباء اجداد نے بھی معرکہ حطین میں صلاح الدین الایوبیؒ کے جھنڈے تلے اسی کے باعث بیت المقدس کی آزادی میں شرکت کا شرف حاصل کیا۔ صلاح الدین ایوبی نے ان قبائل کو علیحدہ کیا جنہوں نے اس کے ساتھ القدس کی سرزمین میں صلیبیوں سے دفاع میں شرکت کی تھی اور ان سے کہا ﴿ھذا مسریٰ جدکم فحافظوا علیہ﴾ یہی تمہارے اجداد (یعنی نبی ﷺ اور صحابہ کرام) کا راستہ ہے پس اس کی حفاظت کرنا!!۔ اس وقت ''بنی حسن'' کے قبائل القدس کے جنوب مغربی حصہ میں آباد تھے جہاں الولجۃ، عین کارم اور مالحہ کی بستیوں میں ان کی کثرت تھی۔

اے قوم...... ہمارے اجداد نے اس وقت ان سرزمینوں کی حفاظت کی اور القدس کا دفاع کیا تو وہ اخلاص کیساتھ اسلام کی عزت وقوت کا باعث بنے۔ لیکن آج ہمارے قبیلہ کے افراد یہودی سلطنت کی حفاظتی باڑ ہیں۔ وہ طاغوت کے فوجی، پولیس، انٹیلی جنس کے نہ صرف افراد ہیں بلکہ اسلام اور اہل اسلام کے خلاف ان کے جرائم میں شریک ہیں۔

تم کیسے اس کا انکار کر سکتے ہو جبکہ تمہارے بیٹے (اہلِ معان) افغانستان میں صلیب کے جھنڈے تلے اہل ایمان کے خلاف جنگ لڑ رہے ہیں اس دعویٰ پر کہ وہ اقوامِ ملحدہ کی بحالی امن افواج کا حصہ ہیں؟!!

کیا تمہارے بیٹے آج نظام کے امن کی بحالی کے نام پر مسلمانوں کو قتل نہیں کر رہے؟!!

کیا آج بنی حسن کی زمینوں سے طیارے اڑ کے اہل عراق پر بمباریاں نہیں کر رہے؟!!

اے خاندان کے اہلِ فکر و دانش کہاں ہے وہ عزت جو تمہارے اجداد کو حاصل تھی اور کہاں ہے وہ فتح جو تمہیں صلاح الدین کے جھنڈے تلے حاصل ہوئی ؟؟

کہاں ہے دین خیر البریۃ ﷺ کے لیے تمہارا فخر و کرامت اور تمہاری غیرت؟!!

ان المروءة ليس يدركها امرؤٌ ورث المكارمَ عن اب فأضاعها

أمرته نفس بالدناءة والخنا ونهته عن سبل العلا فاطاعها

کوئی بندہ کریم نہیں بن سکتا جب کہ اسنے ورثہ میں ملنے والی کرامت کو ضائع کر دیا ہو

نفس نے اسے ذلت و رسوائی کا حکم دیکر بلندی کے رستے سے روکا تو اسکی اطاعت کر لی ہو

اے قوم تم کیسے اپنے اوپر اس طاغوت کے تسلط پر راضی ہو گئے۔ یہ جو مغرب کی گود میں پرورش پا کے آیا تا کہ تمہارے اوپر شیطان کی شریعت کے ساتھ حکومت کرے اور رحمٰن کی شریعت کو معطل کر دے۔ کیا تمہیں اس بات سے ڈر نہیں لگتا کہ تمہیں اللہ کا عذاب آ پکڑے!! آپ ﷺ نے فرمایا﴿ما من رجل يكون فى قوم يعمل فيهم بالمعاصى يقدرون ان يغيروا عليه فلا يغيرون الا اصابهم الله منه بعقاب قبل ان يموتوا ﴾کوئی آدمی جو ایسی قوم میں رہتا ہے جو معصیتوں کا ارتکاب کرتی ہے اور وہ انہیں بدلنے پر قدرت رکھنے کے باوجود نہیں بدلتے تو اللہ انہیں موت سے پہلے اپنی پکڑ میں لے گا (رواه ابن ماجه، صحيح ابن حبان 537/1 ابى دائود 122/4 الترغيب والترهيب 161/3)۔

اے اقوم......حساب کے دن رب الارباب کے لیے جواب تیار کر لو جب وہ تم سے عراق، افغانستان اور اہل معان وغیرہ کے ہر اس مسلمان کے خون کے متعلق پوچھے گا جس کے بہانے میں تم نے اپنے ہاتھوں سے، اپنے بیٹوں کو طاغوت کی فوج میں بھیج کر اور ان جرائم کے سامنے خاموشی اختیار کر کے شرکت کی۔[1]

---

[1] ہم یہ بات اچھی طرح جانتے ہیں کہ قوم کے بعض افراد ایسے بھی ہیں جنھوں نے ان چیزوں کے ساتھ اپنے دین کو مختلط نہیں کیا لیکن ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ وہ ہاتھ جس نے صالح علیہ السلام کی اونٹنی کو مار ڈالا وہ ایک ہی ہاتھ تھا جبکہ اللہ کی لعنت ساری قوم ثمود پر عام ہوگئی۔ تو کیا معان، افغانستان اور عراق کے مسلمان اللہ کے ہاں صالح علیہ السلام کی اونٹی سے بھی زیادہ حقیر ہیں!!!

ابن ماجہ نے ابو ہریرۃؓ سے مرفوعاً روایت کیا ہے ﴿من اعان علی قتل مومن ولو بشطرِ کلمه لقی الله تعالیٰ مکتوب بین عینیه آیس من رحمة الله﴾ **جس نے کسی مومن کے قتل میں ایک کلمہ کہہ کر ہی معاونت کی وہ اللہ کو اس حال میں ملے گا کہ اس کی آنکھوں کے درمیان لکھا ہوا ہوگا ''اللہ کی رحمت سے دور کیا ہوا''** (رواه ابن ماجه واللفظ له حديث رقم 2620 صفحه 874/2 ،مجمع الزوائد 298/7 الترغيب والترهيب 202/3) **اس لیے سب سے اہم واجب** جو تم پر ہے وہ اللہ کی شریعت کو نافذ کرنے ،توحید کا کلمہ بلند کرنے کی سعی اور اہل حق وتوحید سے دوستی اور اہل شرک وانکار سے برات !!

کیا تمہارے لیے ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ تم ذلت کا یہ غبار اپنے اوپر سے ہٹادو......

کیا ابھی تمہارے لیے وہ وقت نہیں آیا کہ تم واضح اور صریح اعلان کردو کہ **''خالق کی نافرمانی میں مخلوق کی اطاعت نہیں''!!** اور اپنی سلیم فطرت کی طرف لوٹ جاؤ۔اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کی ملت کی طرف جس کی اصل طواغیت ومشرکین سے برأت پر ہے ﴿قد کانت لکم اسوة حسنة فی ابراهیم والذین معه اذ قالوا لقومهم انا برء آئو منکم ومما تعبدون من دون الله کفرنا بکم وبدا بیننا وبینکم العداوة والبغضاء ابداً حتیٰ تومنوا بالله وحده﴾ **تمہارے لیے ابراہیم علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں میں بہترین نمونہ اور اچھی پیروی ہے جبکہ ان سب نے اپنی قوم سے برملا کہہ دیا ہم تم سے اور جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے ہو ان سب سے بالکل بیزار ہیں، ہم تمہارے (عقائد کے) منکر ہیں جب تک تم اللہ کی وحدانیت پر ایمان نہ لاؤ ہم میں تم میں ہمیشہ کے لیے بغض و عداوت ظاہر ہوگئی۔** یعنی یہاں تک کہ تم اللہ کو حاکم نہ مان لو، پس صرف اسی کی اطاعت ہو، اسی کا حکم ہو اور اسکی شریعت کے علاوہ کوئی شریعت نہ ہو۔

اے قوم میری پیروی کرو اور تمہارا اجر اللہ پر ہے......

اللہ ﷻ کی قسم تم اللہ کے عذاب کی سکت نہیں رکھتے......اس وقت تمہاری حالت کیا ہوگی جب جہنم کو سلگایا جائے گا اور اس کے شرارے اڈ رہے ہوں گے......جب سانسیں اکھڑ جائیں گی

اور ہونٹ دانتوں میں دبا لیے جائیں گے ﴿ویوم یعض الظالم علی یدیه یقول یا لیتنی اتخذت مع الرسول سبیلا۔ یویلتی لیتنی لم اتخذ فلانا خلیلا۔ لقد اضلنی عن الذکر بعد اذجائنی وکان الشیطان للانسان خذولا﴾ **اس دن ظالم شخص اپنے ہاتھوں کو چبا چبا کر کہے گا ہائے کاش میں نے رسول کی راہ اختیار کی ہوتی ہائے افسوس کاش میں نے فلاں کو دوست بنایا ہوا نہ ہوتا۔ اس نے تو مجھے اس کے بعد گمراہ کر دیا کہ نصیحت میرے پاس آ پہنچی تھی اور شیطان تو انسان کو وقت پر دغا دینے والا ہے۔**

این الذین طغوا وجاروا واعتدوا — وعتوا وطالوا واستخفوا بالوری
وتمسکوا بحبالها لکنها — فَصَمَتُ لهم منها وثیقات العَریٰ
ما اخلدتم بعد سالف رفعة — بل أنزلتهم من شماریخ الذریٰ
والی البِلٰی قد نُقّلوا وتُشوهت — تلك المحاسن تحت اطباق الثّرِی
أفناهم من لیس یفنی ملکه — ذو البطشة الکبریٰ اذا أخذ القریٰ
فاصرف عن الدنیا طماعك انما — میعادها أبدا حدیث یفتریٰ

کہاں کھو گئے وہ حد سے نکل جانے والے کم عقل، لمبی مدتوں والے ظالم
انہوں نے ظلم کی رسی کو مضبوط پکڑا لیکن بے کار سہاروں نے اسے توڑ دیا
تم عروج کی منزل پر ہمیشہ نہ ٹھہر سکے بلکہ اس نے تمہیں پستیوں میں گرا دیا
اور انہیں بوسیدہ کر دیا گیا اور انکی خوبیاں خامیاں بنا کر مٹی میں دبا دی گئیں
وہ جس کی حکومت کو دوام ہے اس سخت پکڑ والے نے جب بستیوں کو پکڑا تو انہیں فنا کر دیا
پس دنیا سے تو اپنی لالچ دور کر دے کہ اس کی مدت جھوٹے قصے کہانیاں ہیں

اے میری قوم میں اس مبارک دعوت کے حاملین...... اپنے دین اور اپنے نبی ﷺ کی سنت کے اتباع میں اللہ کے حقوق ادا کرو اور عزت و بزرگی کی راہ پر چلتے جاؤ اور ہلاکت و رسوائی کے گڑھوں میں گرنے والوں کی کثرت تمہیں ہرگز دھوکہ میں مبتلا نہ کرے اور نہ ہی تمہیں اس راہ پر چلنے والے صابرین کی قلت وحشت زدہ کرے۔

اللہ کی نافرمانی میں کسی قوم کے بڑے اور امیر کی اطاعت نہ کرو اور اللہ و رسول کی رضا میں

کوئی بات کہنے سے تمہیں کسی کثیر المال جاہل کی ہیبت منع نہ کرے۔ نبی ﷺ نے فرمایا ﴿لا یحقرن احدکم نفسه قالوا یا رسول الله کیف یحقر احدنا نفسه ؟قال یری أمراً لله علیه فیه مقال ثم لا یقول فیه فیقول الله عزوجل یوم القیامة ما منعك ان تقول فیّ کذا و کذا فیقول خشیة الناس فیقول فایای کنت احق ان تخشیٰ ﴾کوئی بھی تم میں سے اپنے نفس کو حقیر نہ بنائے۔عرض کی گئی اے اللہ کے رسول ﷺ کوئی اپنے نفس کو کیسے حقیر بنا سکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ کلمہء حق کہنا چاہے لیکن لوگوں کی باتوں کے خوف سے چھوڑ دے تو قیامت کے دن اللہ اس سے پوچھیں گے کہ تو نے میرے بارے میں فلاں کلمہ کیوں نہ کہا تو وہ کہے گا لوگوں کے ڈر سے تو اللہ فرمائے گا میں زیادہ حقدار تھا کہ تو مجھ سے ڈرتا!!(رواہ احمد فی مسندہ 47,91,30/3 الترغیب والترھیب 160/3 واللفظ له وراہ ابن ماجه ۔ورواته ثقات)

ان لوگوں کی طرح مت بنو کہ جب ان سے اچھائی کی جائے تو وہ بھی اچھائی کریں اور جب برائی کی جائے تو برائی کے ساتھ جواب دیں بلکہ اگر اچھائی یا برائی کی جائے تو اچھائی کے ساتھ جواب دو آپ ﷺ نے فرمایا ﴿ألا ان رحی الا سلام دائرة،فدوروا مع الکتاب حیث دار الا ان الکتاب والسلطان سیفترقان فلا تفارقوا الکتاب ألا انه سیکون علیکم امراء یقضون لانفسهم ما لا یقضون لکم،ان عصیتموهم قتلوکم وان اطعتموهم اضلوکم قالوا یا رسول الله کیف نصنع؟ قال کما صنع اصحاب عیسیٰ بن مریم نشروا بالمناشیر وحملوا علی الخشب، موت فی طاعة الله خیر من حیاة فی معصیة الله ﴾خبردار اسلام کی چکی دائرے کی طرح ہے ۔پس تم کتاب (قرآن) کے ساتھ گھومتے رہو وہ جہاں بھی جائے ۔خبردار کتاب اور حکمران جلد علیحدہ ہو جائیں گے پس تم کتاب کو ہرگز نہ چھوڑنا کیونکہ تمہارے اوپر ایسے حکمران مسلط ہونے والے ہیں جو اپنے لیے وہ فیصلہ کریں گے جو تمہارے لیے نہ کریں گے۔اگر تم ان کی نافرمانی کرو گے وہ تمہیں قتل کر دیں گے اور اگر ان کی اطاعت کرو گے وہ تمہیں گمراہ کر دیں گے ۔صحابہ کرامؓ نے عرض کی اے اللہ کے رسول ﷺ پھر ہم کیا کریں؟ فرمایا تم اصحابِ عیسیٰ بن مریم علیہ

السلام کی طرح ہو جانا انہیں آروں سے چیر دیا گیا اور وہ سولیوں پر لٹکائے گئے۔اللہ کی اطاعت میں موت اسکی معصیت میں زندگی گذارنے سے بہتر ہے(رواہ الطبرانی ،مجمع الزوائد واللفظ له238,228/5)۔

اس طویل وکٹھن رستے کو اپنی توحید،صبر اور جہاد کے ساتھ کاٹتے جاؤ......صبح طلوع ہوتے ہی یہ قوم رات کو چلنے والوں کی تعریفیں کرے گی اور اس بات کے حریص رہو کہ تم نجات والے قافلہ کے ہمرکاب ہو۔﴿فاولئك مع الذين انعم الله عليهم من النبيين والصديقين والشهداء والصالحين وحسن اولئك رفيقا ﴾پس یہ لوگ ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام کیا انبیاء،صدیقین،شہداء اور صالحین اور وہ کیا ہی بہترین رفقاء ہیں۔

آخر میں اے قوم......

میں نے یہ کلمات تمہاری طرف صرف نصیحت وخیرخواہی کے لیے لکھے ہیں اور باوجود اس کے کہ طلب کرنے والے بہت اور نصرت کرنے والے بہت کم ہیں...... میں اللہ عزوجل سے سوال کرتا ہوں کہ وہ اس عمل کو اپنے لیے خالص کرلے......میں اسی کے سہارے کی طرف رخ کرتا ہوا اور اسی اللہ عزیز ومتین کے قلعے میں پناہ لیتا ہوں کہ جو اس کے قلعے میں داخل ہو گیا وہی امن میں ہے اور جس نے اسکی طرف قصد کیا تو اس کے لیے وہ بہتر مددگار ہے﴿امن يجيب المضطر اذا دعاه ﴾اور مضطر کو کون جواب دیتا ہے جب وہ اسے پکارے۔جس نے اپنے نفس کو اس کے دروازے کے سامنے پھینک دیا تو وہ ہرگز اسے رسوا نہ کرے گا اور جو اس کی طرف نسبت کرے،وہ کبھی گمراہ وشقی نہ ہوگا......

دعيّى القوم ينصرُ مُدعِيه   ليُلحقه بذى الحسب الصميم

أبى الاسلام لا أب لى سواه   اذا افتخروا بقيس أو تميم

ے کسی قوم کا لے پالک بھی دعویدار قوم کی مدد کرتا ہے تا کہ وہ اعلیٰ حسب والا ہو جائے

ے جب وہ قیس وتمیم قبیلہ پر فخر کریں تو اسلام کے علاوہ میری کسی سے کوئی نسبت نہیں۔

میں زبان حال سے وہی کہتا ہوں جو خالدؓ بن ولید رضی اللہ عنہ نے جنگِ موتہ کے دن کہا تھا جب مسلمانوں کے زخم اور مصائب زیادہ ہو گئے تو ایک صحابی نے ان سے پوچھا﴿یا خالدأالی سلمیٰ أم

الـى أجـا؟ فبـكـىٰ خـالـد رضـى الـلـه عـنه وقال لا الى سلمىٰ ولا الى أجا ولكن الى الله الـمُـلـتـجـا ﷺ اے خالد اب سلمیٰ پہاڑ کا رخ کریں یا اجا نامی پہاڑ کیطرف چلیں تو خالد رضی اللہ عنہ رو پڑے اور کہا نہ سلمی کی طرف نہ اجا کی طرف بلکہ اللہ سے التجا کیطرف......[1]

اے اللہ کیا میں نے پہنچا دیا......اے اللہ کیا میں نے پہنچا دیا......
اے اللہ کیا میں نے پہنچا دیا......اے اللہ تو گواہ رہنا!!......

کاتبِ نصیحت وخیر خواہی......

احمد فضیل نزال الخلايلة(ابو مصعب الزرقاویؒ)

ربیع الاول۔1424هجری

---

[1] حائل کے جنوب مشرق میں دو پہاڑوں کا نام۔